طٰه

(Ta-Ha)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

1	طه
	طه
2	مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ
	ہم نے تم پر قرآن اس لیے پیش نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔
3	إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ
	یہ تو صرف اس کے لئے یاددہانی ہے جو خشیت اختیار کرتا ہے۔

مباحث:۔

يَخْشَىٰ۔۔مادہ۔۔خ ش ی ۔۔ معنی۔۔ کسی کی طرف جھکاؤ اختیار کرنا۔جیسے جب درخت پھل سے بھر جاتا ہے تو اس کے جھکنے کو خشیت کہتے ہیں۔

	تَنزِيلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى	4
	اس کا پیش کیا جانا اس کی طرف سے ہے جس نے انتہائی بلندیوں اور زیریں کو تخلیق کیا ہے۔	
	الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ	5
	رحمان۔۔اقتدار پر متمکن ہوا۔	
	لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَىٰ	6
	اس کے لئے وہ سب کچھ ہے جو نہ صرف بلند و زیریں میں ہے بلکہ جو ان کے درمیان میں ہے اور جو ان کے مال وثروت کے ماتحتی میں ہے۔	
	مباحث:۔ الثَّرَىٰ۔۔مادہ۔ث ر ء۔۔معنی۔۔مال ودولت۔	
	وَإِن تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى	7
	اور اگر تم پکار کر بات کرو تو وہ تو پوشیدہ اور اس سے بھی زیادہ مخفی کو جانتا ہے۔	
	اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ	8
	حاکم تو وہی ہے جس کے علاوہ کوئی حاکم نہیں اس کے ہی تمام احکامات وقوانین سب سے حسین ہیں۔	

مباحث:۔

اس سے پہلے بھی اسم کے متعلق عرض کر چکے ہیں کہ کہ کسی کی پہچان کو اسم کہتے ہیں۔

کسی کی پہچان دو طرح سے ہوتی ہے۔ایک تو اس کی مادی شکل وصورت،رنگ و نسل اور پیدائشی نسبت سے پہچان ہوتی ہے۔۔۔،اور دوسری پہچان اس کے اخلاق و کردار کے ذریعے ہوتی ہے۔اگر تو اللہ کی پہچان اس کی ماہیت سے ہو سکتی تو ہم کو ماننا پڑے گا کہ اللہ کی کوئی ماہیت بھی ہے۔لیکن اللہ کی ماہیت کا ادراک ناممکن ہے۔اس لئے لا محالہ اللہ کو پہچاننے کے لئے اس کے اسماء وصفات یعنی قونین واحکامات یا دوسرے الفاظ میں اس کی حاکمیت اور ضابطے کی طرف ہی رجوع کرنا ہوگا۔

9	وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ
	اور کیا تمہارے پاس موسیٰ کی خبر آئی۔

مباحث:۔

اس مقام پر یہ کہنا وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ”کیا تمہارے پاس موسیٰ کی خبر آئی“۔۔۔؟؟ اس بات کی دلیل ہے کہ جو کچھ اوپر بیان ہوا ہے اس کی تصدیق موسیٰ کے قصے سے ہوتی ہے۔

10	إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى
	جب اس نے ایک آگ کو دیکھا اور کہا ٹھہرو میں یقیناً ایک آگ سے انسیت محسوس کر رہا ہوں تا کہ میں اس آگ سے ایک شعلہ لاؤں یا اس آگ پر ہدایت پاؤں۔

مباحث:۔

غور کیجئے یہ کون سی آگ تھی۔۔؟آگ سے انسیت محسوس کرنا عجیب سی بات ہے۔۔!!!اور انسیت صرف موسیٰ نے ہی کیوں محسوس کی۔؟ آگ سے کبھی انسیت محسوس نہیں ہوتی بلکہ تپش محسوس کی جاتی ہے۔انسیت تو کسی انسان سے یا کسی علم کی اگر تڑپ ہو تو اس سے محسوس ہوتی ہے۔بفرض محال اگر مان بھی لیا جائے کہ آگ لکڑی کی تھی تو صرف موسیٰ ہی کو کیوں محسوس ہوئی،دوسرے لوگ بھی ان کے ساتھ تھے تو انہیں کیوں نہ محسوس ہوئی۔۔۔چلیئے یہ بھی مان لیا کہ صرف موسیٰ ہی کو احساس ہوا اور وہ ایک شعلہ لینے چلے گئے تو سوال ہو گا کہ وہ کتنی دور گئے تھے۔اگر تو آگ دور تھی کہ اہل خانہ وہاں تک جانہ سکتے تھے تو ایک شعلہ کتنی دیر جلتا رہتا۔اہلخانہ تک پہنچتے پہنچتے ہی بجھ جاتا۔۔۔۔اور اگر اہل خانہ کو قریب ہی چھوڑا تھا تو ساتھ کیوں نہ لے کر گئے۔مندرجہ بالا آیت میں آگ کی کیفیت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ اس سے ہدایت ملنے کی امید تھی۔غور کیجئے یہ کون سی آگ ہو سکتی ہے جس سے نہ صرف ہدایت ملتی ہے بلکہ ایک نبی نے ہی اس سے انسیت کو محسوس کیا۔۔۔؟؟یقیناً یہ وحی الہی کی تعلیمات تھیں جن سے موسیٰ نے انسیت محسوس کی۔

11	فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَا مُوسَىٰ
	پس جب وہ اس کے پاس آیا تو آواز دی گئی۔۔"اے موسیٰ!
12	إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۖ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى
	یقیناً میں تیرا نظام ربوبیت ہوں۔۔۔اب اپنی جوتی چٹخانہ بند کرو۔۔یقیناً تم ایک بے عیب ضمیر کی وادی میں ہو۔

	مباحث:۔ طُوًى ۔۔مادہ۔۔ط و ی ۔۔ معنی۔۔ضمیر،دل۔،خو،عادت۔،مڑی ہوئی،شکن زدہ،تہ بہ تہ۔ اس آیت میں بیان کرنے کا انداز تشبیہ اور استعارے کا اپنایا گیا ہے۔ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ کا لفظی معنی تو یقیناً "اپنی جوتی اتار" ہی ہوگا۔لیکن اس ترجمے سے سوائے اس مذہبی تصور کے اور کچھ نہیں حاصل ہوتا جو تمام مذاہب میں مذہبی رسومات سے پہلے جوتے اتارنے کی رسم سے ملتا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ اب اپنی تلاش بند کرو،بھاگ دوڑ کا دور ختم ہوا تم کو تمہارا مقصود مل گیا ہے یعنی تم کو الٰہی تعلیمات مل گئیں ہیں۔اور اب تم تعلیمات اور احکامات کی اس مقدس بے عیب وادی میں ہو جو وحی الٰہی یعنی قوانین قدرت کی وادی ہے۔۔!!	
13	وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ	
	اور میں نے تم کو منتخب کرلیا ہے۔۔تو جو وحی کی جائے اسے سنو۔	
	مباحث:۔ دیکھ لیجئے آیت نمبر ۱۰ میں جس چیز کو آگ کہا گیا تھا اب اس کو بتا دیا گیا کہ اسے غور سے سنو جو تم کو وحی کیا جا رہا ہے۔	
14	إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي	
	یقینی طور پر میں ہی حاکم مطلق ہوں اور میرے علاوہ کوئی حاکم نہیں ہے۔۔،پس میرے احکامات کی ہی تابعداری کرو اور میرے احکامات کے لئے نظام قائم کرو۔	

مباحث:۔

لِذِكْرِي۔۔مادہ۔۔ذ ک ر ۔۔معنی۔۔ایسی نصیحت جو نہ صرف یادرکھی جائے بلکہ اس پر عمل پیرا ہوا جائے۔
اس کا اہل مذہب نے بجائے اللہ کی نصیحت یعنی وحی اور احکامات کی بجائے دوسرے مذاہب کی نقالی کرتے ہوئے چند الفاظ کو اللہ کی طرف منسوب کرکے انکی مالا جپنے کو ذکر کا نام دے دیا ہے جسکو مراسم عبادت میں بھی ڈھال کر مطلوب و مقصود بنالیا ہے۔

15	إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ
	بے شک دشمنان اسلام کی سرکوبی کا وقت آتا رہتا ہے۔۔۔، میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو اس کی جدوجہد کا بدلہ مل جائے۔

مباحث:۔

السَّاعَةَ کے متعلق تفصیلاً بحث کرچکے ہیں اور قرآنی آیات سے ثابت کیا ہے کہ یہ وہ گھڑی ہے جب اہل حق کا باطل سے ٹکراؤ ہوتا ہے اور کفار کی سرکوبی ہوتی ہے۔آتِيَةٌ آتے رہنے والی۔۔اسم الفاعل۔۔یعنی جو پہلے بھی آتی رہتی تھی آج بھی آتی رہتی ہے اور آئندہ بھی آتی رہے گی۔

16	فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ
	اور خبردار تمہیں اس سے کوئی ایسا شخص روک نہ دے جو امن قائم نہیں کرتا ہے اور جس نے اپنے خواہشات کی پیروی کی ہے کہ اس طرح تم ہلاک ہوجاؤگے۔
17	وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ
	اے موسیٰ تمہاری یمن وسعادت کیا ہے۔؟

18	قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ
	موسیٰ نے کہا یہ میرا عصیٰ ہے اس پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور میں اپنے قوم کے لوگوں کو خوشحالی عطا کرتا ہوں۔۔۔مزید اس میں میرے لئے اور دوسرے فائدے بھی ہیں۔
19	قَالَ أَلْقِهَا يَا مُوسَىٰ
	کہا۔۔اے موسیٰ اسے پیش کرو۔
20	فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ
	پس اس نے اسے پیش کیا تو وہ ایک حیات افروز سعی وجہد نظر آئی۔
21	قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۖ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ
	کہا اس عصیٰ کو پکڑ کر رکھ اور خوف نہ کھا کہ ہم اسے اس کی اعلیٰ سیرت پر اعادہ کریں گے۔
مباحث:۔ غور کیجئے عصیٰ کو اس کی اعلیٰ سیرت پر اعادہ کرنے کی بات ہو رہی ہے نہ کہ اس کی صورت کی تبدیلی۔	
22	وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ
	اور اپنی طاقت کو اپنے سینے سے لگائے رکھو۔۔۔۔،وہ روشن اور بے عیب نکلے گا یہ دوسری دلیل ہے۔

23	لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى	
	تاکہ ہم تم کو بڑے بڑے دلائل سے سمجھائیں۔	
24	اذْهَبْ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى	
	فرعون کی طرف جاؤ۔، کہ اس نے طغیانی مچا رکھی ہے۔	
25	قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي	
	کہا میرے نظام ربوبیت میری سوچ سمجھ کی صلاحیت کو کھول دے۔	
26	وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي	
	اور میرے معاملات میں آسانی عطا فرما۔	
27	وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي	
	اور میرے بیان کی مشکلات کا حل عطا فرما۔	
28	يَفْقَهُوا قَوْلِي	
	تاکہ میں اپنی بات کو خوب سوچ کر بولوں۔	

29	وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي	
	اور میرے لئے میری اہلیت والوں میں سے میرا مددگار مقرر کر۔	
30	هَارُونَ أَخِي	
	ھارون۔۔، میرا اہم خیال۔	
31	اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي	
	کہ اس کے ذریعے میری طاقت کو شدت ملے۔	
32	وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي	
	اور اسے میرے کام میں شریک بنا۔	
33	كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا	
	تاکہ ہم تیرے لئے کثرت سے جدوجہد کریں۔	
34	وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا	
	اور تیری تعلیم کی کثرت سے یاددہانی کرائیں۔	

مباحث:۔

وَنَذۡكُرَكَ ۔۔ہم تیری یاد دہانی کرائیں۔۔مادہ۔۔ذ ک ر ۔۔ معنی یاد دہانی کرانا۔۔ مختلف المعنی مادہ ہے۔یہاں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ یاد دہانی بغیر خود عمل کرکے دکھائے کوئی فائدہ نہیں دیتی۔اس لئے اس آیت کے ترجمے میں یہ پہلو ملحوظ خاطر ہونا چاہئے کہ موسیٰ نے صرف زبانی کلامی یاد دہانی کرانے کو نہیں کہا تھا بلکہ خود اس پر عمل کرکے دوسروں کو یاد دہانی کرنے کی بات کی تھی۔

35	إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا
	یقیناً تو ہم پر نگہبان ہے۔
36	قَالَ قَدۡ أُوتِيتَ سُؤۡلَكَ يَا مُوسَىٰ
	کہا۔۔اے موسیٰ تیرا مطالبہ پورا کر دیا گیا۔
37	وَلَقَدۡ مَنَنَّا عَلَيۡكَ مَرَّةً أُخۡرَىٰ
	اور ہم تو تم پر اس سے پہلے بھی ایک مرتبہ احسان کر چکے ہیں۔
38	إِذۡ أَوۡحَيۡنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ
	جب کہ تیری امت کو ایک حکم دیا تھا۔
39	أَنِ اقۡذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقۡذِفِيهِ فِي الۡيَمِّ فَلۡيُلۡقِهِ الۡيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأۡخُذۡهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُۥۚ وَأَلۡقَيۡتُ عَلَيۡكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصۡنَعَ عَلَىٰ عَيۡنِيٓ

کہ اسے تابوت کے معاملے میں نکالو کہ اس کا مقصود اسے پسماندہ جگہ پر لے جائے تاکہ میرا اور اس کا دشمن اس کا مواخذہ کرے۔ اور میں نے اپنی محبت تجھ پر نچھاور کی تاکہ تیری تربیت میری نظروں کے سامنے ہو۔

مباحث:۔

اس آیت کو سمجھنے سے پہلے۔۔۔۔ یہ جان لیجئے کہ کسی بھی انسان کی زندگی اگر پہلے سے طے شدہ مراحل سے گزر رہی ہے تو اسکے اچھا یا برا ہونے کی ذمہ داری اس انسان پر نہیں ہوگی۔ وہ تو ایک مشینی انداز سے جیسے اسے تیل پانی دیا گیا اس نے اپنا کام کر دکھانا ہے۔ اگر کسی انسان کی کسی بھی مسئلے میں اپنی کاوش نہیں ہے تو اسے صلہ کس بات کا دیا جائے گا۔ اس لئے اگر کسی رسول یا نبی کی زندگی بھی پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت کی گئی ہو تو اس نبی یا رسول کی کیا خوبی ہوئی۔ جو اس کو کوئی بھی صلہ دیا جائے۔ اصل حقیقت بھی یہی ہے۔ سورہ نجم کی آیات ۳۹ تا ۴۲ ارشاد ہے ملاحظہ فرمائیے،

وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴿﴾ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ﴿٠﴾ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ﴿﴾ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ ﴿﴾ (اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے (39) اور یہ کہ اس کی کوشش جلد ہی دیکھی جائے گی (40) پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا (41) اور یہ کہ انتہا تو نظام ربوبیت ہی کی طرف ہے۔(42)

پھر یہ کیسے مملکن ہے کہ کسی بھی انسان کی زندگی کا لائحہ عمل پہلے سے طے کیا جا چکا ہو۔ بنیادی طور پر تو یہ کہانی سامری کی بہت بڑی گپ ہے۔ اس لئے کہ سورہ الاعراف میں قتل اولاد کا واقعہ آیت نمبر ۱۰۷ میں وارد ہوا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

وَقَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ (اور فرعون کی قوم کے وڈیروں، سرداروں، سرمایہ داروں اور مذہبی پیشواؤں نے کہا کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو یوں ہی چھوڑ دیگا تاکہ وہ عوام میں فساد کرتے پھریں اور تیرے حکموں کو چھوڑ دیں۔،

فرعون نے کہا "یقیناً ان کے ابناء قوم کو میں بے بس کر دونگا اور انکے کمزور افراد کو مراعات دونگا۔۔ اور یقیناً ہم ان کے اوپر سخت ہیں۔)۔ یعنی یہ واقعہ ہمارے سامریوں نے یہودیوں سے مستعار لیا ہے جس کی کوئی حقیقت نہں ہے۔

التَّابُوتِ کا لفظ اس مقام کے علاوہ سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۲۴۸ میں آیا ہے جہاں یہ بتایا گیا ہے کہ

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

40	إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ	
	جب کہ تمہاری ہم نظریہ جماعت نے کہا کہ کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ اس کا کفیل کون بنے گا۔ اس طرح ہم نے تم کو تمہاری امت کی طرف واپس کیا تاکہ تمہاری امت مطمئن ہو اور غمگین نہ ہو۔۔۔۔۔۔، اور تم نے ایک شخص سے جھگڑا کیا تو اس غم سے نجات دلائی اور ہم نے تمہاری خوب آزمائش کی اس لئے تم نے کتنا ہی مشکل وقت مدین میں گزارا۔۔۔۔ اے موسیٰ۔۔۔! پھر ان سب مراحل سے گزرنے کے بعد تم ایک پیمانے پر پورے اترے ہو۔	
41	وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي	
	اور میں نے تم کو اپنے لئے چن لیا۔	
42	اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي	
	تم اور تمہارے ہم نظریہ لوگ میرے احکامات کے ساتھ جاؤ۔۔ اور میرے احکامات میں کوئی سستی نہ دکھانا۔	
43	اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ	
	تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ۔۔ حقیقت میں اس نے بہت سرکشی کی ہوئی ہے۔	

44	فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ
	اور تم دونوں اس سے ملائمیت سے بات کرنا تاکہ وہ سمجھ کر عمل پیرا ہو یا عاجزی اختیار کرے۔
45	قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَن يَفْرُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَن يَطْغَىٰ
	دونوں نے کہا کہ اے ہمارے نظام ربوبیت ہم دونوں اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا یا سرکشی کرے گا۔
46	قَالَ لَا تَخَافَا ۖ إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ
	کہا۔۔۔ تم خوف نہ کھاؤ یقیناً میں تم دونوں کے ساتھ ہوں میں سن بھی رہا ہوں اور دیکھ بھی رہا ہوں۔
47	فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۖ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ ۖ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ
	تو وہ دونوں اس کے پاس آئے اور کہا " یقیناً ہم دونوں تیرے نظام ربوبیت کے دو پیامبر ہیں ۔۔ پس تو اسرائیل کے ابناء کو میرے ساتھ بھیج دے اور ان پر ستم نہ ڈھا۔ حقیقتاً ہم تمہارے نظام ربوبیت کے پاس سے ایک حکم لے کر آئے ہیں۔ اور سلامت ہے وہ جس نے ہدایت کی اتباع کی۔

مباحث:۔ کہا جاتا ہے کہ موسیٰ کو دو معجزات دئے گئے تھے۔۔۔۔۔!!! سب سے پہلے تو یہ جان لیجئے کہ جس لفظ کا ترجمہ "معجزہ" کیا جاتا ہے وہ لفظ " آیت " ہے۔ رومن، یونانی اور مصری دیومالائی کہانیون سے مستعار لے کر یہودیت اور عیسائیت نے ان کہانیوں کو اپنا لیا ہے۔۔اور ان کو ہم نے بھی نام بدل کر مشرف بہ اسلام کر لیا۔۔۔اور تمام قرآنی آیات کو بے معنی واقعات کا پیرہن پہنا دیا ہے۔ سب سے پہلے تو آپ کے لئے یہ بات ہی حیران کن ہوگی کہ قرآن نے لفظ معجزہ کو یہ عزت ہی نہیں دی کہ اسے اپنے اندر جگہ دیتا۔ باوجود اس کے کہ معجزہ عربی لفظ ہے اور مادہ ع ج ز سے بنا ہے لیکن یہ لفظ قرآن میں ایک دفعہ بھی نہیں استعمال ہوا۔ لفظ آیت کے معنی۔۔ دلیل نشانی۔۔ اور قرآنی اصطلاح میں "حکم" کے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ مفسرین نے جن دو معجزات کا عقیدہ گھڑ رکھا ہے ان کی حقیقت کیا ہے۔ سب سے پہلے تو اسی آیت کو دیکھ لیجئے قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ اس آیت میں کہا گیا ہے کہ۔"حقیقتاً ہم تمہارے نظام ربوبیت کے پاس سے ایک حکم لے کر آئے ہیں۔" سورہ الاعراف میں اس کا ذکر یوں ہے قَدْ جِئْتُكُم بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ (میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی دلیل بھی لا یا ہوں، سو تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے)۔ جس کے جواب میں فرعون نے بھی ایک ہی آیت کا مطالبہ کیا تھا۔ قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَأْتِ بِهَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ (فرعون نے کہا، اگر تم سچے ہو تو جو کوئی آیت (حکم یا دلیل) لے کر آئے ہو تو اس کو پیش کرو! اور سورہ طٰہٰ کی آیت نمبر ۲۳ میں کہا گیا لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى تاکہ ہم تم کو اپنے بڑے بڑے احکامات سے سمجھائیں۔ اس آیت میں ایک یا دو آیت کی بات نہیں ہو رہی ہے بلکہ "آیات" (آیت کی جمع) کی بات ہو رہی ہے۔ جو عربی میں تین یا تین سے زیادہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ سورہ نازعات کی آیت نمبر ۲۴ پیش خدمت ہے جس میں افرعوں کے سامنے سب سے بڑا حکم پیش کیا گیا ہے ۔ فَأَرَاهُ الْآيَةَ الْكُبْرَى اور اگر بفرض محال آیت کو معجزے کے معنی پہنا بھی دئے جائیں تو بھی یہ معجزات "عصیٰ اور ید بیضیٰ" سے بڑھ کر ہیں۔

	یقیناً ہماری طرف حکم دیا جا چکا ہے کہ سزا کا وہی مستحق ہے جس نے جھٹلایا اور منہ موڑا۔
49	قَالَ فَمَن رَّبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ
	فرعون نے پوچھا اے موسیٰ تمہارا نظام ربوبیت کیا ہے۔

مباحث:۔
اس آیت میں فرعون نے وہ بنیادی سوال پوچھا ہے جو ایک اصلاحی اور فلاحی معاشرے کا طرہ امتیاز ہوتا ہے۔اور جھگڑا ہی اسی بات پر ہوتا ہے کہ بادشاہ،ڈکٹیٹر،اور کسی بھی مطلق العنان حکمران عوام کی پرواہ کئے بغیر سب کچھ کے خود مالک بن بیٹھتے ہیں۔۔۔۔۔۔اور عوام کی ربوبیت،یعنی ان کی ضروریات زندگی کا انتظام کرنا بھول جاتے ہیں۔اس بات سے سمجھ لیجئے کہ فرعون اور موسیٰ کے درمیان جھگڑا کس بات کا تھا۔؟ بادشاہت یا حکمرانی کا نہ تھا اور نہ ہی وہ اپنے لئے نمازیں پڑھواتا تھا بلکہ اصل جھگڑا تو نظام ربوبیت کا تھا۔

50	قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ
	موسیٰ نے کہا کہ میرا نظام ربوبیت وہ ہے جس نے ہر شئی کی خلقت دی۔پھر اس نے ہدایت دی۔

مباحث:۔
پچھلی آیت میں فرعون نے ایک اصلاحی اور فلاحی معاشرے کے متعلق بنیادی سوال پوچھا تھا کہ اس کا کیا حال ہوتا ہے۔کیونکہ ہر بادشاہ یہی سوچ رکھتا ہے کہ وہی تمام رعایا کا پالنہار ہے اسی لئے وہ اپنے آپ کو۔فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ سب سے بڑا مربّی کہتا ہے وہ اپنے آپ کو تخلیق کے لحاظ سے خدا نہیں کہتا ہے۔،اگر وہ ایسا کہتا تو لوگ اس کی ہنسی اڑاتے کہ حضرت ذرا کسی چیز کو تخلیق کر کے تو دکھاؤ۔۔یاد رکھیے کہ قرآن کا موضوع فلاح انسانی ہے نہ کہ کسی خالق کو عبادات کے ذریعے خوش کرنا۔اگر ایسا ہے تو خالق انتہائی خوشامد پسند ہے۔کہ وہ ہر وقت اپنی تعریف سننا چاہتا ہے۔اور اپنے آگے انسانوں کی ناکیں رگڑوانا چاہتا ہے۔اور اگر خالق ایسا نہیں ہے تو جان لیجئے کہ خالق کو نہ تو خوشامد کی ضرورت ہے اور نہ ہی اپنے آگے لوگوں کو ناک رگڑوانے سے اسے کچھ حاصل ہوتا ہے۔
رہی یہ بات کہ اس نے ہمیں تخلیق کرکے احسان کیا ہے۔،اس لئے اس کی عبادت کی جائے تو یہ بھی غلط ہے۔۔۔۔۔۔۔۔!!کیونکہ خدا نے کبھی ایسا مطالبہ نہیں کیا اور نہ ہی ہمیں پیدا کرنے سے پہلے اس نے ہم سے پوچھا تھا اور نہ ہی ہم نے اس سے اپنی تخلیق کروائی تھی۔؟؟ اس لئے جان لیجئے کہ قرآن ہماری طبعی موت وحیات کی بات نہیں کرتا ہے بلکہ انسان کس طرح آپس میں تعلقات رکھے کہ کسی بھی انسان کی حق تلفی نہ ہو۔اور یہ ہے وہ خلقت یعنی انسان میں ودیعت کی گئی اخلاقیات۔

51	قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ
	فرعون بولا "اچھا تو پہلے جو نسلیں گزر چکی ہیں ان کا انجام کیا ہوا؟"

مباحث:۔
فرعون کو جب اخلاقیات کا درس دیا گیا اور اس کو برے انجام سے پیش آگاہ کیا گیا تو اس نے پوچھا کہ وہ لوگ جو پہلے گزر چکے تھے ان کا انجام کیا ہوا۔یہ جملہ استہزائیہ بھی ہے اور استفہام انکاری بھی۔اور فرعون کی ذہنی کیفیت کا عکاس بھی۔اور اس کی ایک دلیل بھی۔
یہ بات ایسی ہی ہے جیسے کہ اگر کسی کو غلط بات سے روکا جائے تو وہ یہی دلیل دیتا ہے کہ ہم سے پہلے کے لوگ بھی ایسا ہی کرتے تھے اور کسی نے بھی نقصان نہیں اٹھایا۔فرعونیت کا جو نظام چل رہا تھا وہ تو صدیوں سے چل رہا تھا اسے اس وقت کے فرعون نے صحیح سمجھا ہوا تھا۔اسے کسی طرف سے کوئی خطرہ نہیں محسوس ہو رہا تھا۔اس لئے اس کی سمجھ سے یہ چیز بالا تھی کہ ظلم کے نظام کو آخر کار زوال آتا ہے۔

52 قَالَ عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي فِي كِتَابٍ ۖ لَّا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنسَى

کہا اس کا علم میرے نظام ربوبیت کے نزدیک قانون میں ہے۔ میرا نظام ربوبیت نہ تو غلطی کرتا ہے اور نہ ہی نظر انداز کرتا ہے۔

53 الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّى

جس نے تمہارے لئے عوام میں آسانیاں مقرر کیں اور ان کے معاملے میں تمہارے لئے بہت سے ذرائع بنائے اور اور بلند ترین اقدار سے احکامات پیش کئے ۔۔۔، پس ہم نے اس کے ذریعے عوام میں سے بہت سی جماعتوں کی پرورش کی۔

مباحث:۔

سُبُلًا ۔۔مادہ س ب ل ۔۔، معنی۔۔راستہ، کھلی سڑک۔۔، ذریعہ، تعلق، رابطہ، حیلہ، تدبیر، دلیل وجت۔،

نَّبَاتٍ ۔۔مادہ ن ب ت ۔۔ معنی۔۔ سبزی کا اگنا۔۔، سبزہ، کھیتی، نئی پود، نئی نسل۔۔۔، اٹھان، پرورش۔ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا مریم کی پرورش وتربیت کے لئے کہا گیا وأَنبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا اس کی انتہائی حسین انداز سے پرورش کی۔

54 كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ

تم بھی فائدہ اٹھاؤ اور ان کو بھی رعایت دو جو بے عقل لوگ ہیں۔ یقیناً اس میں اہل عقل کے لئے دلائل ہیں۔

مباحث:۔

كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ''کھاؤاور اپنے جانوروں کو بھی چراؤیقیناًاس میں بہت سی نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کے لیے''(عمومی ترجمہ) کھانے اور جانوروں کے چرانے میں عقل والوں کے لئے کون سی نشانی ہے۔۔؟اس ترجمے سے بہت سارے سوالات اٹھتے ہیں۔کیا عقل والے صرف اپنے اور اپنے جانوروں کے پیٹ کے متعلق ہی سوچتے ہیں۔۔؟؟۔کیا عقل کا استعمال انسان کی فلاح اور بہبود کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔؟؟کیا عقل والے انسانی جرائم کو ختم کرنے کے بارے میں نہیں سوچیں گے۔۔؟؟کیا عقل والے انسان کی صحت کے بارے میں کچھ نہیں کریں گے۔۔؟؟کیا عقل والے صحرائی اور خانہ بدوشی کی زندگی سے بہتر زندگی کے بارے میں نہیں سوچیں گے۔۔؟؟

اس سے پہلے بھی کئی مقامات پر یہ واضح کر چکے ہیں کہ انعام سے مراد وہ لوگ ہیں جو معاشرے میں جانوروں کی سی زندگی گزارتے ہیں۔ جن کی زندگی کا مقصد صرف کھانا پینا اور بچے پیدا کرنا ہوتا ہے۔

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ	55
ہم نے اسی سے ہی تم کو ایک منصب دیا اور پھر اسی میں اعادہ کریں گے اور اسی سے ایک مرتبہ نکالیں گے۔	

مباحث:۔

خَلَقْنَاكُمْ ۔۔مادہ۔۔خ ل ق۔۔ معنی۔۔ تخلیق کیا۔۔، بنایا۔۔، ہر شخص کو ماں دو طرح سے تخلیق کرتی ہے۔،ایک جسمانی جو مادر رحم میں کرتی ہے اور۔دوسری تخلیق اس کی تعلیم و تربیت کے ذریعے ۔اسی طرح مملکت الہیہ بھی ہر انسان کی تخلیق کرتی ہے۔ مملکت الہیہ ہر شخص کی تعلیم و تربیت کی ذمہ دار ہوتی ہے کہ اسے ایک فائدہ مند شخص بنائے۔یہاں خَلَقْنَاكُمْ سے یہی مراد ہے کہ مملکت الہیہ نے ہی تمہاری تعلیم و تربیت کا انتظام کیا کہ آج تم ایک مقام پر کھڑے ہو یعنی تم کو ایک منصب عطا کیا۔

شائد کچھ لوگوں کو اب بھی یاد ہو کہ پاکستان کے قیام کے بعد ساٹھ کی دہائی میں تمام تعلیم تقریباً مفت ہوا کرتی تھی۔ حتیٰ کہ بعض ضرورتمند لیکن اہل بچوں کو وضائف بھی ملتے تھے۔

56 وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ

اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اسے تمام احکامات سمجھائے۔۔۔ لیکن اس نے جھٹلائے اور نافرمانی کی۔

مباحث:۔

یہاں ایک بات غور کرنے کی ہے کہ فرعون کو تمام کی تمام آیات پہلے ہی دکھادی گئیں تھیں وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا یہ کون سی آیات ہیں۔ جو تمام کی تمام آیات ہیں۔۔؟اور باقی دو آیات رہ گئیں تھیں جو صرف موسیٰ نے دکھائیں۔اگر آیت کا ترجمہ معجزہ کیا جائے تو اللہ نے تو تمام معجزات دکھادئے تھے پھر یہ کون سے معجزات تھے جو موسی کے لئے چھوڑ دئے گئے تھے کہ وہ دکھائیں گے۔اور اگر یہ دو معجزات بھی فرعون کو پہلے دکھادئے گئے تھے تو جادوگروں کو بلانے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔؟

اور اگر یہ احکامات تھے تو دوسرے مقامات پر بھی آیت کا ترجمہ حکم ہی کرنا چاہئے۔اصل حقیقت ہی یہ ہے کہ "آیت" کا ترجمہ معجزہ کرکے ہی تمام قرآن کے احکامات کو چوپٹ کر دیا گیا ہے۔

57 قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ

	اس نے کہا۔۔ائے موسیٰ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم کو ہماری سرزمین سے اپنی جھوٹی چرب زبانی سے نکال دے۔	
	مباحث:۔ آج دنیا میں بڑے سے بڑا جادو گر پڑا ہے جو پورے پورے شہر آنکھوں کے سامنے سے غائب کرکے پھر واپس لے آتے ہیں۔کیا انکی شعبدہ بازی سے آج تک کسی نے سائنسی اصولوں کو جھٹلایا ہے۔۔۔؟یا کسی بادشاہ نے اپنا اقتدار کسی جادو گر کے حوالے کیا ہے۔۔۔؟ دیکھئے۔۔۔،کوئی بھی ذی عقل جادو گری کی وجہ سے اپنے موقف سے نہیں ہٹتا ہے۔ہر زمانے میں ایسے لوگوں کو شعبدہ باز کہا گیا ہے۔یہاں سے صاف معلوم ہوگیا کہ موسیٰ نے کوئی شعبدہ بازی نہیں کی تھی بلکہ دلائل کے ذریعے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ ایسے مفاہیم سے اندازہ لگالیجئے کہ اس قسم کی کہانیاں کس دور میں ایجاد کی گئیں اور کن لوگوں میں مقبول ہوئیں۔لیکن افسوس کہ آج کے علماء بھی انہی دقیانوسی دیومالائی کہانیوں کے ذریعے قرآن کی تشریح کرتے ہیں۔	
58	فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنتَ مَكَانًا سُوًى	
	پس ہم بھی تیرے پاس ایسے ہی سحر بیان علماء لائینگے۔تو ہم دونوں کے درمیان ایک برابر کی حیثیت سے واعدہ ہے کہ جس کی نہ تو میں واعدہ خلافی کرونگااور نہ ہی تم کروگے۔	
59	قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَن يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى	
	کہا کہ واعدہ کادور زینت کادور ہے کہ جب چمک دمک والے لوگ جمع کئے جائیں۔	

مباحث:۔

ضُحًى۔۔۔کا عمومی ترجمہ دوپہر کا وقت۔،دن چڑھے۔،چاشت کے وقت کیا جاتا ہے جس سے مراد یہ لی گئی ہے کہ ضُحًى ایسا وقت ہوتا ہے جب کہ سورج خوب آب وتاب کے ساتھ روشن ہو۔لیکن مصر کی گرمی کو مد نظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو یہ انتہائی بے وقوفی ہو گی۔

اصلاً ضُحًى مفعول الحال ہے اور النَّاسُ کی حالت بیان کر رہا ہے

فَتَوَلّٰى فِرۡعَوۡنُ فَجَمَعَ كَيۡدَهٗ ثُمَّ اَتٰى	60
پس فرعون لوٹا اور اپنی تدابیر کو اکٹھا کر کے آیا۔	

مباحث:۔

اس آیت کے ترجمے میں كَيۡدَهٗ اپنی تدبیر کو جمع کیا۔اور اس سے مراد جادو گر لیا ہے۔
دیکھئے جادو گری ایک نظر کا دھوکا ہوتا ہے جو کہ بہت سی باتوں کو چھپا کر پس پردہ ہیر پھیر کر کے اصلیت کو لوگوں کی نظر سے بچا کر کیا جاتا ہے۔اگر دن کی روشنی میں کوئی ایسا کام کیا جائے تو بہت امکان ہے کہ پول کھل جائے۔اور اگر دن کی روشنی میں جادو گر کوئی کام کرتا ہے تو وہ دیکھنے ولوں کو اس انداز سے کھڑا کرتا ہے کہ دھوپ ان کی آنکھوں میں پڑتی رہے اور جو کچھ شعبدہ بازی وہ کر رہا ہے وہ دھوپ کی وجہ سے دیکھنے والوں کو نظر نہ آئے۔اس لئے دن کے وقت جادو گر عموماً یہ خطرہ مول نہیں لیتے ہیں۔وسری بات موسیٰ نے ابھی تک کوئی شعبدہ بازی کا عمل نہیں کیا تھا۔۔۔تو پھر فرعوں کو کیسے معلوم ہوا کہ موسیٰ جادو گر ہیں کہ جس کی وجہ سے اس نے جادو گروں کو بلایا۔

قَالَ لَهُمۡ مُّوۡسٰى وَيۡلَكُمۡ لَا تَفۡتَرُوۡا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسۡحِتَكُمۡ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدۡ خَابَ مَنِ افۡتَرٰى	61
ان سے موسیٰ نے کہا تمہاری بربادی ہے مملکت الٰہیہ پر جھوٹ نہ گھڑو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں سزا سے ملیا میٹ کر دے اور وہ نامراد ہوا جس نے جھوٹ گھڑا۔	

مباحث:۔

عجیب بات ہے کہ ابھی جادوگروں نے کوئی جادو بھی نہیں دکھایا۔اور نہ ہی ان کے کسی شعبہ بازی کی طرف موسیٰ نے توجہ دلائی۔۔۔۔

لیکن موسیٰ فرمارہے ہیں۔۔۔"۔وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۔" تمہاری بربادی ہے۔اللہ پر جھوٹ نہ گھڑو۔۔۔۔۔"اور"وہ نامراد ہوا جس نے جھوٹ گھڑا"

ابھی تک کسی قسم کی شعبدہ بازی شروع ہی نہیں ہوئی ہے۔۔۔لیکن موسیٰ کو ساحر کہا گیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ موسیٰ واقعی وہ کام کرنے آئے تھے جس کا خطرہ فرعون نے محسوس کرلیا تھا۔قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ اس نے کہا۔۔"اے موسیٰ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم کو ہماری سرزمین سے اپنی چرب زبانی سے نکال دے۔"

دیکھئے ایسے کام کسی جادو کے ذریعے نہیں ہوا کرتے ہیں اور نہ ہی ماضی میں کبھی ہوئے ہیں۔اگر ماضی میں کبھی ہوئے ہوتے تو آج بھی ہوتے نظر آتے۔

فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَىٰ	62
پس یہ لوگ اپنے معاملے میں ہی آپس میں جھگڑنے لگے اور اور خفیہ طور پر باہم دگر مشورہ کرنے لگے۔	

مباحث:۔

دیکھئے یہاں بات بالکل صاف ہوگئی کہ یہ کسی جادو یا شعبدہ بازی کی بات نہ تھی بلکہ کسی اہم مسئلے پر فرعون کے سرکردہ افراد کا موسیٰ سے مکالمہ ہورہا ہے۔جس کا موضوع کچھ ایسا تھا جس کی وجہ سے فرعون کو اپنے ملک کی حکمرانی سے دستبردار ہونا پڑنا تھا۔

وہ لوگ جن کو جادوگر کہا گیا ہے وہ فرعون کی مملکت کے بڑے سرکردہ لوگ تھے جو جان گئے تھے کہ جو نظریات موسیٰ لے کر آئے ہیں وہ ملک کی بنیادیں ہلادیں گی اسی لئے ان کا آپس میں اختلاف ہوگیا۔۔اور وہ آپس میں مشورہ کرنے لگے۔

قَالُوا إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَن يُخْرِجَاكُم مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ	63

	انہوں نے کہا کہ "یہ دونوں تو محض جھوٹے ہیں اِن کا مقصد یہ ہے کہ اپنے جھوٹ کے زور سے تم کو تمہاری زمین سے بے دخل کردیں اور تمہارے مثالی طریق زندگی کا خاتمہ کردیں
	مباحث:۔ یہ وہی بات ہے جو پہلے فرعون نے کہی تھی اب اس کے سرداران قوم بھی اسی بات سے ڈر رہے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو پیش آگاہ کر رہے ہیں۔
64	فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ
	اسلئے تم لوگ اپنی تدابیر کو مہارت کے ساتھ یکجا کر کے یکے بعد دیگرے آؤ۔۔یقیناً آج وہی فلاح یاب ہوگا جو سب سے اعلیٰ ہے۔
65	قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا أَن نَّكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ
	انہوں نے کہا۔۔ائے موسیٰ۔۔کیا تم پہلے پیش کرتے ہو یا یہ کہ ہم پہلے پیش کریں۔
66	قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ
	کہا۔۔بلکہ تم پیش کرو۔۔پس ان کے عقائد دلائل سے فوراً ہی موسیٰ کو خیال گزرا کہ اس میں بھی سعی کرنے کی صلاحیت ہے۔

مباحث:۔

تَسۡعٰی۔۔مادہ س ع ی ۔۔ معنی کوشش کرنا، کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بھاگ دوڑ کرنا، سعی وجہد کرنا۔۔۔۔۔اس کے معنی کسی مقصد کے لئے بھاگ دوڑاور سعی وجہد کرنا ہوتا ہے۔سانپ کے رینگنے یا چلنے کے لئے مشی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ حِبَالُهُمۡ ۔۔مادہ۔۔ح ب ل ۔۔ معنی۔۔رسی۔قرآن نے اسکو بمعنی شریعت یا نظام زندگی کے استعمال کیا ہے۔سورہ آل عمران کی آیت ۱۰۳ میں یہ لفظ شریعت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔۔ملاحظہ فرمایئے وَاعۡتَصِمُوا بِحَبۡلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذۡكُرُوا نِعۡمَتَ اللَّهِ عَلَيۡكُمۡ إِذۡ كُنتُمۡ أَعۡدَاءً فَأَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوبِكُمۡ فَأَصۡبَحۡتُم بِنِعۡمَتِهِ إِخۡوَانًا وَكُنتُمۡ عَلَىٰ شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنۡهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمۡ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُونَ ﴿۱۰۰﴾(اور سب کے سب احکامات الٰہی یعنی قرآن کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور قدرت کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو قدرت نے تم کو اس سے بچا لیا بوجہ اسی کے قدرت تم کو اپنے دلائل کھول کھول کر بیان کرتی ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

وَاعۡتَصِمُوا بِحَبۡلِ اللَّهِ جَمِيعًا اللہ کی رسی یعنی اللہ کی کتاب اللہ کی وحی کردہ تعلیمات۔۔۔۔۔اس کے برعکس فرعون کے سرداروں کا اپنا نظام تھا جو ان کی رسیاں تھیں۔یہ آج کے سیاستدانوں کی زبان میں ان کا اپنا اپنا منشور ہے۔ وَعِصِيُّهُمۡ ۔۔۔مادہ۔۔ ع ص ی۔۔ معنی وہ چیز جو کسی کا سہارہ بنے۔۔،جس پر بھروسہ کیا جاسکے۔ کسی کی طاقت۔۔۔۔ مجازاً بچے ماں باپ کی لاٹھی ہوتے ہیں۔فوج اپنے ملک کی طاقت ہوتا ہے جس پر پوری قوم بھروسہ کرتی ہے۔ کسی کے پیروکار اسکے لئے افرادی قوت ہوتے ہیں جس کے ذریعے وہ اپنے نقطہ نظر کو دوسروں تک نہ صرف پہنچاتا ہے بلکہ اپنی نفری کو بڑھانے کا سبب بھی ہوتا ہے۔اور دلائل سمجھ والوں کی بہت بڑی قوت ہوتے ہیں۔

67	فَأَوۡجَسَ فِي نَفۡسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ
	تو موسیٰ نے اپنے لوگوں کے بارے میں خوف محسوس کیا۔

مباحث:۔

نَفْسِهِ ۔۔ن ف س ۔۔ معنی۔۔ نفیس چیز۔، سانس۔، نظام اصول۔، لوگ۔

موسیٰ نے جب دیکھا کہ مقابل کے دلائل میں بھی کچھ جان ہے تو وہ اپنے لوگوں کے بارے میں خوفزدہ ہوئے۔ عموماً اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے کہ موسیٰ نے اپنے اندر خوف محسوس کیا۔ بھلا سوچئے کہ ایسا شخص جو اپنی قوم کو فرعون کے خلاف کھڑا کر رہا ہو اور وہ بھی اگر خوفزدہ ہے تو وہ اور اسکی قوم تو آدھی جنگ پہلے ہی ہار جاتی ہے۔ اور سوچئے کہ اگر موسیٰ کے پاس اللہ کے دیئے دو معجزات بھی ہوں تو وہ کیونکر کسی سے خوف کھا ئیں گے۔

68	قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ
	ہم نے کہا کچھ پروہ نہ کرو۔ یقیناً تم ہی اعلیٰ اور برتر ہو۔
69	وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ
	تمہارے یمن و سعادت میں جو ہے اسے پیش کرو۔ وہ ان کے بنائے ہوئے مصنوعی نظام کو ملیا میٹ کر دیگا۔ انہوں نے جو کچھ بھی بنایا ہے وہ صرف جھوٹے کی چال ہے۔۔ اور جھوٹا جس حیثیت سے آئے کامیاب نہیں ہوتا ہے۔
70	فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ
	سو جب جھوٹے مکار سرنگوں کئے گئے تو بولے ہم بھی ھارون اور موسیٰ کے نظام ربوبیت کے ساتھ امن قائم کرنے والے ہوئے۔

71 قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي
جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ

کہا۔''اس سے پہلے کہ تم کو اجازت دی جائے تم نے اس کے ساتھ امن قبول کیا۔۔یقیناً وہ تم سب کا بڑا ہے جس نے تم کو غلط سکھایا ہے۔۔۔اس لئے میں لازماً تمہاری اور تمہارے پیروکاروں کی طاقت کو مخالفت کرنے کے وجہ سے کاٹ دونگا۔اور سچائی کی طاقت کے معاملے میں تم پر سختی کرونگا تاکہ تم جان لو کہ ہم میں سے کس کی سزا زیادہ شدید ہے اور دیر تک رہنے والی ہے۔''

مباحث:۔

وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ ۔۔مادہ۔۔ص ل ب ۔۔ معنی۔مضبوط اور سخت۔۔ھو صلب فی دینہ وہ اپنے دین میں سخت اور مضبوط ہے۔(علامہ پرویز)

وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ کا ترجمہ کیا جاتا ہے میں تم کو کھجور کے تنے یا شاخ پر لٹکا کر مصلوب کرونگا۔۔۔۔۔یہ عیسائیت کی دین ہے جہاں سیدنا مسیح کے لئے کہا جاتا ہے کہ ان کو صولی پر چڑھایا گیا تھا۔اگر ذرا سا بھی غور کیا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ کسی بھی درخت پر صولی دینے کے لئے ضروری ہے کہ ہاتھوں کو باندھنے کے لئے درخت کے تنے سے دو شاخیں مخالف سمت میں ایک ہی انچائی سے نکلتی ہوں۔۔لیکن کھجور کے تنے کی شاخیں نہیں ہوتی ہیں۔۔۔پھر صلیب کیسے دی جائیگی۔۔۔؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صلیب سے مراد پھانسی ہے۔۔۔!

چلیئے یہ بھی مان لیا لیکن پھانسی کبھی تنے سے باندھ کر نہیں دی جاتی ہے کیونکہ اس صورت میں گردن کی ہڈی کو سہارہ مل جائے گا اور گردن کی ہڈی ٹوٹے گی ہی نہیں۔

ہم کب تک دوسرے مذاہب کی تقلید میں اپنی کتاب ہدایت کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے رہیں گے۔۔۔؟

72 قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا ۖ فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا

	انہوں نے کہا کہ ہم ہرگز تجھ کو اس پر ترجیح نہ دینگے جو ہمارے پاس احکامات سے آیا ہے اور نہ ہی اس پر جس نے ہمیں ایک شخصیت (کردار) عطا کی۔۔، پس تو فیصلہ کردے جو تونے کرنا ہے۔ تو تو صرف اس ادنٰی زندگی کا ہی فیصلہ کر سکتا ہے۔	
	مباحث:۔ فَطَرَنَا ۔۔مادہ۔۔ف ط ر ۔۔ معنی۔۔پھاڑنا عبدالرؤف مصری لکھتے ہیں "کہ فطر ان خصوصی صفات کو کہتے ہیں جن سے قوم یا فرد کی اچھی بری شخصیت بنتی ہے۔ مثلاً شجاعت قوت ذہانت محنت دانشمندی مکاری وغیرہ۔اسی سے لفظ "فطرت" ہے جو پیدائش کے معنی میں نہیں بلکہ انسان کی شخصیت کے بارے میں بولا جاتا ہے۔	
73	إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ	
	بیشک ہم اپنے نظام ربوبیت کے ساتھ امن قائم کرنے والے ہوئے کہ وہ ہماری خطاؤں کے بدانجام سے محفوظ رکھے اور اس جھوٹ کے بدانجام سے بھی محفوظ رکھے جس پر تونے ہمیں زبردستی لگایا اور مملکت الہیہ بہترین ہے اور سب سے زیادہ باقی رہنے والی ہے۔	
74	إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ	
	بیشک جو اپنے نظام ربوبیت کے سامنے بطور مجرم آتا ہے تو ضرور اس کے لیے قیدخانہ ہے جس میں نہ وہ مرتا ہے اور نہ جیتا ہے۔	
75	وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ	

اور جو مملکت الہیہ کے سامنے بحیثیت اہل امن پیش ہوا اور اس نے اصلاحی عمل بھی کئے ہوں تو ایسے سب لوگوں کے لیے بلند درجات ہیں۔

76 جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ

ہمیشہ رہنے والی ریاستیں جن کی ماتحتی میں خوشحالیاں جاری رہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے کہ یہی پاکیزہ کردار لوگوں کی جزا ہے۔

77 وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ

اور ہم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ میرے بندوں کو خاموشی سے لے جا اور ان کو بحران کے معاملے میں ایسا طریقہ بیان کرو جس میں لوگوں کے درمیان اشتعال نہ ہو اور تم کو نہ تو خوف ہوگا اور نہ ہی کوئی اندیشہ۔

مباحث:۔

يَبَسًا ۔۔۔مادہ۔۔ی ب ث۔۔ معنی۔۔خشک۔، سوکھا۔، دو آدمیوں کا قطع تعلق۔، خاموش رہنا۔ جَمْعٌ يَابَسٌ وہ مجمع جس میں نقل و حرکت نہ ہو۔، منجمد جماعت۔(قاموس الوحید)

78 فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ

نتیجتاً فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ پیچھا کیا تو موسیٰ نے قصد و ارادہ کر کے فرعون اور اس کے لشکر کو گھیر لیا جیسے گھیرا جاتا ہے۔

مباحث:۔

الْيَمِّ ۔۔مادہ۔۔ی م م ۔۔ معنی۔۔ارادہ، مقصود۔۔ منصوب

غَشِيَ۔۔مادہ۔۔ غ ش ی ۔۔ معنی۔۔ گھیر لینا، کسی کو پریشان کرنا، ڈھانپ لینا۔ کسی کا احاطہ کرنا تاکہ اسے اس کے ارادہ سے باز رکھا جائے۔

وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ	79
اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا تھا اور صحیح راہ نہ دکھائی۔	
يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ أَنْجَيْنَاكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَوَاعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ	80
ائے اسیر الٰہ یقیناً ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دلائی اور ہم نے انتہائی یمن سعادت والے احکامات الٰہی کا تم سے واعدہ لیا اور تم پر خوشحالی اور تسلی بھیجتے رہے۔	

مباحث:۔

جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنَ ۔۔۔۔جَانِبَ مادہ۔۔۔ج ن ب ۔۔ جانب، پڑوس، قانون۔ جَنْبِ اَللّٰۃِ اللہ کا قانون۔

الطُّورِ۔۔۔احکامات الٰہی۔۔البقرہ آیت نمبر ٦٣۔

الْأَيْمَنَ ۔۔۔مادہ۔۔ی م ن۔۔۔برکت، خوش بختی، عزت۔

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۖ وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ	81

	مناسب ضروریات زندگی سے جو ہم نے تم کو عطا کیں استفادہ کرو اور اس معاملے میں سرکشی نہ کرنا کہیں تم پر میری سزا کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ اور جس کے لئے میری سزا کا فیصلہ ہوا وہ تو برباد ہو چکا۔	
82	وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ	
	یقیناً میں تو اس شخص کے لئے حفاظت فراہم کرنے والا ہوں جس نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا، آئندہ نہ کرنے کا وعدہ کیا، امن قائم کیا اور اصلاحی عمل کئے، اور ہدایت پر چلا۔	
83	وَمَا أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يَا مُوسَىٰ	
	اور اے موسیٰ تم کو اپنی قوم سے پہلے عجلت میں پڑنے کی کیا وجہ بنی۔	
84	قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ	
	موسیٰ نے کہا "وہ بھی میرے ہی نقش قدم پر چل رہے ہیں اور میں نے اے میرے نظام ربوبیت تیری طرف آنے کی جلدی اس لئے کی کہ تو راضی رہے۔"	
85	قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِن بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ	
	کہا پس میں نے تیری قوم کو تیرے بعد ایک آزمائش میں پایا ہے اور ایک مذہبی قصہ گو نے ان کو گمراہ کر رکھا ہے۔	

مباحث:۔

یہاں وقت ہے کہ سامری کو پہچان لیا جائے۔ السَّامِرِيُّ۔۔مادہ۔۔س م ر ۔۔معنی۔۔۔قصہ گو۔۔ کسی کے ساتھ رات کو باتیں کرنے والا۔۔رات کو گلی کے نکڑ پر بیٹھ کر بے مقصد کہانیوں میں لوگوں کے وقت کو برباد کرنے والوں کو سامری کہا جاتا ہے۔ الف لیلوی داستانون کا رواج بھی ایسے ہی پڑا۔سامر اور سمیر کہانی سنانے والا۔۔۔،

السَّامِرِيُّ مرکب ہے (ال+سامر+ی) اَل سامری کو معرفہ بنانے کے لئے۔سَاُمِرُ قصہ گو۔۔ی۔یائے نسبت۔۔۔جیسے اگر کوئی مصر سے ہو تو مصری۔ فلسطین سے ہو تو فلسطینی۔اس طرح سَاُمِرُ سے سَاُمِرِیُ

السَّامِرِيُّ ۔۔کا معنی ہوا وہ خاص شخص جو قصہ کہانی سنانے والوں میں سے تھا۔اس آیت میں السَّامِرِيُّ معرف بالام آیا ہے۔ جس کے معنی ہوئے کہ سامری ایک نہیں تھا بلکہ بہت سارے تھے۔۔۔اس لئے اس مقام پر جس سامری کی بات ہو رہی ہے اس کا تعلق سیدنا موسیٰ سے تھا۔مذہبی پیشوا بھی کہانیوں میں الجھاتے ہیں اس لئے انہوں نے ایک اور کہانی گھڑ کر اس مذہبی قصہ گو کا نام ہی سامری رکھ دیا تاکہ اس کی حرکتوں پر پردہ پڑا رہے اور آنے والے کسی بھی داستان گو کی پہچان نہ ہو سکے۔اور یہ کہنے کا جواز مل جائے کہ یہ تو موسیٰ کے زمانے کی بات ہے اسلام میں تو کوئی سامری نہیں ہے۔سامری کے کردار کو آگے کی آیات میں مزید سمجھیں گے۔(سورہ طہ ۔ کی آیات ۸۷ سے ۹۷ تک سامری کے کردار کی کس طرح تصویر کشی کی ہے۔

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿۳۰﴾ اور رسول نے کہا ائے میرے رب یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو مھجور بنا دیا تھا۔

مھجور کا ترجمہ چھوڑ رکھنا کیا جاتا ہے لیکن۔۔۔،

مَهْجُورًا ۔۔مادہ ھ ج ر ۔۔معنی۔۔۔چھوڑنا، ہجرت کرنا، علحدہ ہونا، اونٹ کی پچھلی ٹانگ کو اگلی ٹانگوں سے ایسا باندھنا کہ وہ چل نہ پائے۔ کلام المھجور متروک کلام۔ وحشیانہ اور ناپسندیدہ کلام۔

86	فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدتُّمْ أَن يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم مَّوْعِدِي	
	تو موسیٰ نے اپنی قوم کی طرف غصہ اور افسوس سے توجہ کی۔۔ کہا "اے میری قوم کیا تمہارے نظام ربوبیت نے تم سے حسین واعدہ نہ کیا تھا کہ تم پر اس واعدہ کی مدت طویل ہو گئی یا یہ کہ تم نے یہ ارادہ ہی کر لیا ہے کہ تمہارے نظام ربوبیت کی طرف سے تم سزا کے مستحق قرار پاؤ۔۔ کہ تم نے میرے واعدہ کی خلاف ورزی کی۔	
87	قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِّن زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ	
	انہوں نے جواب دیا ہم نے اپنے اختیار سے تمہارے واعدہ سے اختلاف نہیں کیا بلکہ ہم کو قوم کی شریعت کے بوجھ کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا تو ہم نے شریعت کو پھینک دیا۔۔ اور ایسی ہی چیز سامری نے پیش کی تھی۔	

مباحث:۔

اس آیت میں صرف ایک لفظ سمجھنے کی ضرورت ہے۔قرآن میں ارشاد ہے۔۔

يَابَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ (اۓ بنی آدم تمام مساجد کے قریب اپنی زینت کو پکڑا کرو)

"اے بنی آدم، ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو" مولانا مودودی۔

اے آدم کی اولاد! اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ احمد رضا خان صاحب۔

اے آدم کی اولاد تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو(ترجمہ اتنا مضحکہ خیز ہے کہ مترجم کا نام لکھنا مناسب نہ سمجھا۔البتہ یہ ترجمہ کس پس منظر سے کیا گیا ہے۔۔؟کیا یہ اس زمانے کی بات ہے جب لوگ عبادت کے وقت بھی کپڑے نہیں پہنتے تھے۔

تمام تراجم میں کم وبیش ایسے ہی الفاظ کے ہیر پھیر سے مفہوم یہی نکلتا ہے کہ عبادت کے لئے جب عبادت خانے میں جاؤ تو اچھے مزین کپڑے پہن لیا کرو۔

دیکھئے انسان کو دو جہت سے پرکھا جاتا ہے۔ایک ہے اسکی ظاہری شخصیت جس کو اس کا لباس مزین کرتا ہے۔دوسرا ہے اس کا کردار۔اس کا چال چلن جس کو اس کے اصول اور ضوابط مزین کرتے ہیں۔

ایک مسلم کا کردار کن ضوابط اور اصولوں سے مزین ہونا چاہئے۔یقیناً گروہ احکامات قرآنی میں یقین رکھتا ہے تو بلا جھجک اس کی پوری شخصیت قرآن کا نمونہ ہوگی۔ورنہ اس کی شخصیت عیسائی پادری کی عکاس ہوگی۔کیونکہ پوپ سے زیادہ دنیا میں خوش لباس کوئی نظر نہیں آتا۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے پیشوا بھی ٹیلیوژن پر عجیب عجیب رنگ کے انتہائی احمقانہ لباس پہنے نظر آتے ہیں۔ایک زمانہ وہ تھا جب احمد رضا خان صاحب۔، مولانا مودودی۔، امین احسن اصلاحی انتہائی سادگی سے درس دیتے تھے اور انتہائی دھیمی آواز میں سوالوں کا جواب دیتے۔قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَٰنَ ۖ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔

اور آج کا پیشوا کسی جگت باز سے کم نظر نہیں آتا۔آج کل تو ٹیلیوزن پر عجیب عجیب ہیت کے مذہبی پیشوا نظر آتے ہیں کہ افریقہ کے جنگلوں میں جانے کی ضرورت نہیں۔

88 فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَٰذَا إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ

پس ان کے لئے اس نے ایک غیر الٰہی نظام گھڑا جو پست بھی تھا اور کمزور بھی۔۔ پس کہا یہ ہے تمہارا اور موسیٰ کا حاکم۔۔۔۔۔ پس وہ بھول گیا۔

مباحث:۔

سورہ الاعراف میں ارشاد ہے إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ
بے شک جنہوں نے غیر الٰہی احکامات (العجل) کو پکڑا انہیں ان کے نظام ربوبیت کی طرف سے غضب اور دنیاوی زندگی کے معاملے میں ذلت پہنچتی ہے۔ اور ہم جھوٹ گھڑنے والوں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

دیکھ لیجئے کہ العجل کو پکڑنے والے کو مفتری کہا گیا ہے۔ مفتری کسی جھوٹی بات کے گڑھنے کو کہتے ہیں۔ کسی بچھڑے بنانے والے کو مفتری یا جھوٹا نہیں کہا جائے گا۔ جھوٹ تو کوئی عقیدہ یا بات ہوتی ہے۔، ہزار طریق سے جھوٹ بولا جا سکتا ہے ہزار جھوٹے عقائد گھڑے جا سکتے ہیں لیکن کسی بچھڑے کے بنانے کو جھوٹ گھڑنا نہیں کہا جا سکتا۔ العجل قرآن میں جھوٹی شریعت کو کہا گیا ہے جو افترا کرنے والے سامری کہانیاں گھڑ گھڑ کے لوگوں کو جال میں پھنساتے ہیں۔

خُوَارٌ ۔۔ مادہ خ و ر ۔۔ معنی۔۔ سستی، کاہلی۔، پست۔، کمزور۔، ڈھیلا۔، نڈھال ہونا۔، گائے کی آواز۔

89 أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا

کیا وہ نہیں دیکھتے ہیں کہ نہ تو وہ ان کی طرف رجوع کرتا ہے اور نہ ہی کسی برائی یا فائدہ کا اختیار رکھتا ہے۔

90 وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِن قَبْلُ يَا قَوْمِ إِنَّمَا فُتِنتُم بِهِ ۖ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَٰنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي

	دراصل ان کو تو هارون نے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ ائے میری قوم تم اس مصنوئی شریعت کے ذریعے فتنے میں ڈالے جا چکے ہو۔ اور تمہارا نظام ربوبیت انتہائی رحم والا ہے۔۔ اس لئے تم میرے نقش قدم پر چلو اور میرے حکم کی اطاعت کرو۔	
91	قَالُوا لَن نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ	
	وہ کہنے لگے کہ جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس نہیں آتے۔۔، ہم تو اس پر ہی قائم رہیں گے۔	
92	قَالَ يَا هَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا	
	کہا کہ ہارون جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ گمراہ ہو رہے ہیں تو تم کو کس چیز نے روکے رکھا۔	
93	أَلَّا تَتَّبِعَنِ ۖ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي	
	یا یہ کہ تو نے بھی میری اتباع نہیں کی۔ اور میرے حکم کی نافرمانی کی۔	
94	قَالَ يَا ابْنَ أُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ۖ إِنِّي خَشِيتُ أَن تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي	
	کہا ائے میری امت کے بیٹے میرا سختی کے ساتھ مواخذہ نہ کرا و نہ ہی میری سرداری کا مواخذہ کر۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم کہو گے کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور تم نے میرے حکم کی نگہبانی نہ کی۔	
	مباحث:۔ بِلِحْيَتِي ۔۔مادہ ل ح ی ۔۔ معنی۔۔۔ملامت کرنا، سخت و سست کہنا، جھگڑنا۔۔،	

95	قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ	
	موسیٰ نے پوچھا "اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے"	
96	قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَٰلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي	
	اس نے جواب دیا "میں نے وہ چیز سمجھی جو اِن لوگوں کو سمجھ نہ آئی، پس میں نے رسول کی احادیث پر خوب خوب قبضہ کر لیا اور اسے پھیلا دیا اور مجھے میری خواہش نے اسی طرح خوشنما کر کے دکھایا۔	
	مباحث:۔ کیا خیال ہے یہ بخاری کا کردار ہے یا سامری کا۔ بخاری نے بھی أَثَرِ الرَّسُولِ سے احادیث رسول گھڑی تھیں۔ بنیادی طور پر سامری وہ شخص تھا جو رسول کے نقش قدم پر چلنے کا دعوہ کر رہا ہے۔ لیکن اس نے خود ساختہ آثار رسول یعنی رسول کے نام کو استعمال کرتے ہوئے کہانیاں گھڑ کر پھیلانا شروع کر دیں۔ امید ہے اب آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ سامری کون ہے۔۔۔؟ یہ وہ شخص ہوتا ہے جو رسول کے متعلق کہانیاں گھڑ کے لوگوں میں پھیلاتا ہے۔ آپ حیران ہونگے کہ رسول سے متعلق کہانیوں کو ہمارے سمجھدار علماء نے آثار رسول تو کہا ہے۔ فقہی زبان میں انکو اخبار احد یا واحد بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن انہوں نے بھی بخاری کی سرزنش نہیں کی۔ امین احسن اصلاحی نے "مبادی تدبر حدیث" میں کوشش تو کی ہے کے بخاری کے کردار کو فاش کریں لیکن کافی جگہ خاموشی اختیار کر گئے ہیں۔	
97	قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَن تَقُولَ لَا مِسَاسَ ۖ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّن تُخْلَفَهُ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ إِلَٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ لَّنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا	

	کہا بس چلا جا تیرے لیے زندگی میں یہی ہے کہ تو کہتا پھرے کہ مجے کوئی برائی لاحق نہیں ہے۔۔۔، اور تیرے لیے ایک وعدہ ہے جس کی تو ہرگز خلاف ورزی نہیں کرے گا۔اور تو اپنے حاکم کو دیکھ جس پر تو تکیہ کئے بیٹھا تھا۔۔۔، ہم اسے ضرور حناکستر کریں گے اور پھر اس کے مقصود و ارادے میں اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔	
98	إِنَّمَا إِلَٰهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا	
	اصل حقیقت یہ ہے کہ تمہارا حاکم صرف مملکت الٰہیہ ہے جس کے سوا کوئی حاکم نہیں ہے۔وہ ہر چیز پر علم کی بنیاد پر وسعت رکھتا ہے۔	
99	كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا	
	اسی وجہ سے ہم گزرے ہوئے واقعات کی خبریں تم سے بیان کرتے ہیں اور ہم نے اپنی طرف سے تم کو ایک یاد دہانی عطا کی ہے۔	
100	مَّنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا	
	جو کوئی بھی اس سے اعراض کرے گا تو وہ مملکت کے قیام کے وقت اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہوگا۔	
101	خَالِدِينَ فِيهِ ۖ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا	
	وہ اسی حال میں رہیں گے اور قیام مملکت کے دن یہ بوجھ بہت برا محسوس ہوگا۔	

102	يَوۡمَ يُنفَخُ فِي ٱلصُّورِۚ وَنَحۡشُرُ ٱلۡمُجۡرِمِينَ يَوۡمَئِذٖ زُرۡقٗا
	جس دن مملکت کی تصویر متشکل کی جائے گی۔۔اور اس دن ہم مجرموں کو ان کے نیلے پڑے جسم کے ساتھ جمع کریں گے۔

مباحث:۔
جسم کا نیلا پڑنا بطور محاورہ استعمال ہوا ہے جب انسان انتہائی خوف کی حالت میں ہو تو کہا جاتا ہے کہ اس کا جسم خوف سے نیلا پڑ گیا۔یا اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔

103	يَتَخَٰفَتُونَ بَيۡنَهُمۡ إِن لَّبِثۡتُمۡ إِلَّا عَشۡرٗا
	آپس میں جھگڑا کرتے ہوئے کہیں گے کہ تم لوگوں نے تو صرف ایک زندگی گزاری۔
104	نَّحۡنُ أَعۡلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذۡ يَقُولُ أَمۡثَلُهُمۡ طَرِيقَةً إِن لَّبِثۡتُمۡ إِلَّا يَوۡمٗا
	ہمیں ان باتوں کا خوب علم ہے جو وہ کہتے ہیں جب کہ ان کا مثالی راہبر کہہ رہا تھا کہ تم نے تو یک چھوٹا عرصہ ہی گزارا۔

مباحث:۔

اس آیت کا ترجمہ عموماً غلط کیا جاتا ہے۔ إِذْ يَقُولُ کا ترجمہ ماضی کے بجائے مضارع میں کیا جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل تراجم اس بات کے عکاس ہیں۔

ہمیں خوب معلوم ہے کہ وہ کیا باتیں کر رہے ہوں گے (ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ) اُس وقت ان میں سے جو زیادہ سے زیادہ محتاط اندازہ لگانے والا ہو گا وہ کہے گا کہ نہیں، تمہاری دنیا کی زندگی بس ایک دن کی تھی۔ (مولانا مودودی)

ہم خوب جان لیں گے جو کچھ وہ کہیں گے جب ان میں سے بڑا سمجھدار کہے گا کہ تم صرف ایک ہی دن ٹھہرے ہو (مولانا احمد علی)

جو باتیں یہ کریں گے ہم خوب جانتے ہیں۔ اس وقت ان میں سب سے اچھی راہ والا (یعنی عاقل و ہوشمند) کہے گا کہ (نہیں بلکہ) صرف ایک ہی روز ٹھہرے ہو

یہ تمام تراجم مضارع میں کئے گئے ہیں۔ البتہ ایک ترجمہ ضرور ماضی میں کیا گیا ہے جو حسب ذیل ہے۔۔۔

ہم ان کی باتوں کو خوب جانتے ہیں جب ان کا سب سے ہوشیار یہ کہہ رہا تھا کہ تم لوگ صرف ایک دن رہے ہو۔۔۔ (علامہ جوادی)

اصل بات یہ ہے کہ فعل مضارع سے پہلے اگر اِذْ آجائے تو معنی مضارع کے بجائے ماضی کے کرنا چاہیے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا	105
وہ آپ سے بہادر لوگوں کے متعلق پوچھیں گے، تو آپ کہہ دیں کہ انہیں میرا نظام ربوبیت جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا۔	

مباحث:۔

الْجِبَالِ کا ترجمہ پہاڑ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ الْجِبَالِ وہ اشخاص ہیں جو اپنے موقف پر ثابت قدمی سے ڈٹے رہتے ہیں۔ اسی آیت کی تفسیر جلالین سے بھی دیکھ لیتے ہیں۔۔۔،

«ويسألونك عن الجبال» كيف تكون يوم القيامة «فقل» لهم «ينسفها ربي نسفا» بأن يفتتها كالرمل السائل ثم يطيرها بالرياح. یہ ہے تفسیر جلالین جو بنیاد بنتی ہے تمام دوسری تفاسیر کی۔۔اس کا اردو میں ترجمہ پیش خدمت ہے۔۔(وہ آپ سے جبال کے متعلق پوچھتے ہیں کہ قیامت کے روز کیسے ہونگے تو ان سے کہہ دیجئے کہ میرا رب انہیں ریزہ ریزہ کردے گا جیسے کہ سائل مٹی کے ذرات ہوں پھر ہوا کے ساتھ اڑا دیگا۔)

وہ آپ سے پہاڑوں کی نسبت سوال کرتے ہیں، تو آپ کہہ دیں کہ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کرکے اڑا دے گا۔۔۔ محمد جونا گڑھی۔

یہ لوگ تم سے پُوچھتے ہیں کہ آخر اُس دن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے ؟ کہو کہ میرا رب ان کو دھول بنا کر اڑا دے گا۔۔ مولانا مودودی۔

اور تجھ سے پہاڑوں کا حال پوچھتے ہیں سو کہہ دے میرا رب انہیں بالکل اڑا دے گا۔۔ مولانا احمد علی۔

آپ جتنے مرضی ئے تراجم دیکھتے چلے جائیں الْجِبَالِ کا ترجمہ پہاڑ ہی ملے گا۔۔۔۔،

لیکن قرآن جبال کو امت قوم نسل اور جماعت سے تعبیر کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے

وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ (اس شیطان نے تم میں سے بہت سی نسلوں کو گمراہ کردیا ہے تو کیا تم بھی عقل استعمال نہیں کروگے) علامہ جوادی۔

اسی طرح سورہ ابراہیم کی آیت نمبر ۴۶ میں ارشاد ہے

وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِندَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ (انہوں نے اپنی ساری ہی چالیں چل دیکھیں، مگر اُن کی ہر چال کا توڑ اللہ کے پاس تھا اگرچہ اُن کی چالیں ایسی غضب کی تھیں کہ پہاڑ اُن سے ٹل جائیں) مولانا مودودی۔

الْجِبَالِ ۔۔مادہ ج ب ل ۔۔ معنی پہاڑ۔، موٹا اور بھاری بھرکم ہونا۔، قوم۔، امت۔، لوگوں کی جماعت۔، سردار قوم۔، عالم۔، ثابت قدم۔، خلقت۔، طاقت۔

106	فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا	
	پھر ہم نام ونشا بھی نہ چھوڑیں گے۔	
	مباحث:۔ اگلی آیت سے واضح ہوجائے گا کہ یہ پہاڑوں کی بات نہیں ہورہی ہے بلکہ قوم کے ان افراد کی بات ہورہی ہے جو پوری کی پوری قوم کو یرغمال بنا لیتے ہیں۔ اور لوگوں سے وہ کچھ کرواتے ہیں جو جانور بھی کرنا پسند نہیں کرتے۔ان لوگوں کے سامنے زبان کھولنا موت کو دعوت دینا ہوتا ہے۔ لیکن ان فرعونیوں کا انجام کیسا ہوتا ہے یہی اس سورہ کا موضوع ہے۔	
107	لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا	
	تم اس میں کوئی اونچ نیچ نہ دیکھو گے۔	
108	يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا	
	اس دن لوگ بلانے والے کی پیروی کریں گے اور پکارنے والے کے لئے کوئی کجی نہیں ہوگی،اور رحمان کے لئے سب آوازیں پست ہوجائیں گی سو تم ہلکی سی آہٹ کے سوا کچھ نہ سنو گے،	
109	يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا	
	اس دن سفارش کام نہیں آئے گی مگر جسے رحمان اجازت دے اور اس کی بات سے راضی ہو۔	
110	يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا	

	وہ جانتا ہے انکی طاقت کے درمیان کیا ہے اور انکے پیچھے پیچھے کون ہے لیکن وہ اس کا علم کی بنیاد پر احاطہ نہیں کرتے ہیں۔	
111	وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا	
	اور ہر چہرہ اس قائم ودائم کے آگے جھک جائے گا۔اور وہ برباد ہوا جو ظلم کرنے کا ذمہ دار ہوا۔	
112	وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا	
	اُس شخص کو جو اصلاحی عمل کرے اور امن بھی قائم کرنے والا ہو تو اسے کسی ظلم یا حق تلفی کا خطرہ نہ ہوگا۔	
113	وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا	
	اور اسی مقصد کے لئے ہم نے ایک کتاب ہدایت دانش وبینش سے بھرپور پیش کی ہے اور متفرق دلائل سے تنبیہات کی ہیں تاکہ وہ کتاب ہدایت سے ہم آہنگ رہیں۔یا ان میں سوچ بوجھ پیدا کر دے۔	
114	فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۗ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ ۖ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا	
	پس بالا و برتر ہے مملکت الہیہ جو حاکم حقیقی ہے اور کتاب ہدایت کے نفاذ کی جلدی نہ کرو اس سے پہلے کہ تمہاری طرف فیصلے کے نفاذ کا نوشتہ نہ آجائے اور استدعا کرتے رہو کہ ائے نظام ربوبیت مجھے علم میں مزید بڑھا۔	
115	وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا	

	اور بیشک ہم نے اس سے پہلے بھی آدم سے عہد لیا تھا تو اس نے پس پشت ڈال دیا۔ اور ہم نے اس میں اس کا قصد نہ پایا۔	
116	وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ	
	اور جب ہم نے با اثر افراد سے کہا کہ آدم کے لئے سر نگوں ہو جاؤ تو سب سر نگوں ہو گئے سوائے سر کش ٹولے کے۔، اس نے نافرمانی کی۔	
مباحث:۔ آدم بمعنی آدمیت۔ آدم کسی فرد کا نام نہیں بلکہ یہ انسان کی خاصیت اور کردار کا نام ہے جس کی فلاح و بہبود کے لئے تمام با اثر افراد کو مل کر کوشش کرنی ہے۔ آدم وہ شخص ہے جس میں آدمیت پورے آب وتاب سے جھلک رہی ہو۔ اسی لئے با اثر افراد سے کہا گیا کہ وہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیں جس میں جنگل کا قانون نہ ہو بلکہ آدمیت کے بنیادی حقوق کا خیال رکھتے ہوئے عدل وانصاف کی بنیاد پر ایک اصلاحی فلاحی مثالی معاشرہ قائم ہو۔ جس میں ہر شخص کو اس کے بنیادی حقوق اس کے گھر بیٹھے ملنے چاہئیں۔ جس میں چھین جھپٹی نہ ہو۔ بلکہ ہر ایک کی صلاحیت کے مطابق اس کو اس کا حق ادا کیا جائے۔		
117	فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰ	
	پس ہم نے آدم کو آگاہ کر دیا کہ اے آدم یقیناً یہ تمہارا اور تمہاری جماعت کا دشمن ہے تو کہیں یہ تم کو خوشحال ریاست سے نہ نکلوا دے کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔	
118	إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ	
	بیشک تمہارے لئے ایسی ریاست میں نہ تو بھوک ہو گی اور نہ ہی عریانی۔	

119	وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ	
	اور یقیناً ایسی ریاست میں نہ تمہارے لئے پیاس ہوگی اور نہ ہی دھوپ لگے گی۔	

مباحث:۔ آیت نمبر ۱۱۸اور ۱۱۹ میں انسان کی بنیادی ضروریات یا حقوق کا بیان ہے جو کہ ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہیں۔ کیونکہ ہم نے جنت کو مرنے کے ایک لا متناہی عرصے کے بعد کے لئے اٹھا رکھا ہے اس لئے کبھی ان آیات میں اس دنیا کی جنت کا خاکہ سامنے آتا ہی نہیں ہے۔ یاد رکھئے ایک اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی رعایا کے لئے روٹی پانی کپڑا اور مکان بلا معاوضہ ہر کسی کو مہیا کرے۔ ایہ جنت کی پہلی شرط ہے۔۔ اس کے علاوہ صحت تعلیم حفاظت اور عدل و عزت بھی مملکت الہیہ کے حاکم کی ذمہ داری ہے۔ اس مقام پر اگر اسلامی نظام ریاست یعنی جنت کا بنیادی خاکہ معیشت کے حوالے سے بھی سامنے آجائے تو انتہائی مناسب ہوگا۔ اسلامی خاکے کا جائزہ تین بنیادی تقسیم کے تحت سمجھا جا سکتا ہے۔

۔۱۔۔ اسلامی نظام کی ذمہ داریاں۔،۲۔۔ وہ افراد جو مملکت کی مدد کے مستحق ہوتے ہیں۔،۳۔۔ عوم کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ذرائع۔

۔۱۔۔ اسلامی نظام کی ذمہ داریاں۔

ایک خوشحال ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی رعایا کے لئے روٹی پانی کپڑا اور مکان بلا معاوضہ ہر کسی کو مہیا کرے۔ اس کے علاوہ صحت تعلیم حفاظت اور عدل و عزت بھی حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (بوجہ اسی کے، ہم نے تمہارے درمیان تمہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تم کو ہماری آیات کے تابع رہتے ہوئے عمل کر کے دکھاتا ہے اور تمہیں ہر خارج از قرآن تعلیم سے پاکیزگی عطا کرتا ہے یعنی کتاب (احکام الٰہی) اور اس کا مقصد سکھاتا ہے، اور ان باتوں کی بھی تعلیم دیتا ہے، جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔)

۔۲۔۔ مستحق افراد۔

جو شخص جس صلاحیت کا حامل ہے اسے اس کی صلاحیت کے مطابق اس کا اجر دیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص کسی جہت سے معذور ہے تو اس کی معذوری کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی دوسری صلاییتوں سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔ کسی بھی شخص کو مفت خوری کی عادت نہیں پڑنے دی جائے گی۔

۔۳۔۔ مملکت الہیہ کے ذرائع آمدن۔

قدرتی وسائل۔ اور۔۔ صاحب حیثیت لوگوں کی آمدن کا حصہ (زکوہ۔ یا ٹیکس) قدرتی وسائل۔

تمام قدرتی وسائل ریاست کی تحویل میں ہونگے۔ کسی کو بھی اجازت نہ ہوگی کہ وہ قدرتی وسائل کو (اپنی ملکیت بنا لے۔ یعنی زمین کے اندر معدنیات اور زمین پر بنائی گئی ہر قسم کی تعمیر بھی ریاست کی تحویل میں ہوگی۔ یعنی زمین کی ملکیت مملکت الہیہ کی ہوگی البتہ تعمیر جس معاہدے کے تحت ہوگی اس کا اجر یا بدلہ شخصی ہوگا۔ نظام زکوۃ۔۔ آج کی زبان میں۔ ٹیکس کہہ سکتے ہیں۔ مملکت الہیہ ضرورت کے

120

فَوَسۡوَسَ إِلَيۡهِ الشَّيۡطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلۡ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الۡخُلۡدِ وَمُلۡكٍ لَّا يَبۡلَىٰ

پس سرکش نافرمان نے وسوسہ ڈال کر کہا" اے بنی نوع آدم کیا میں تم کو دلیل سے بتاؤں ایک ایسی راہ جو ناپید ہونے والی نہیں اور ایسی حاکمیت جو نہ برباد ہو۔"

مباحث:۔
ہمارے حکمران طبقے کی یہی دو بیماریاں ہیں۔

ا۔۔شَجَرَةِ الۡخُلۡدِ ۔۔وہ اپنی اولاد کے ذریعے اپنے نام کو مٹنے نہیں دینا چاہتے۔وہ چاہتے ہیں کہ ان کا نام رہتی دنیا تک لیا جائے۔

۲۔۔وَمُلۡكٍ لَّا يَبۡلَىٰ۔۔ایسی مملکت جسے زوال نہ آئے۔
ان دونوں مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اتنا سرمایہ جمع کرتا ہے کہ دنیا کی دولت بھی ناکافی لگتی ہے۔۔اور غریب پر اتنا ظلم کرتا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔تاکہ اس کی بادشاہت کو زوال نہ آئے۔

121

فَأَكَلَا مِنۡهَا فَبَدَتۡ لَهُمَا سَوۡآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخۡصِفَانِ عَلَيۡهِمَا مِن وَرَقِ الۡجَنَّةِ ۚ وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ

نتیجتاً ان دونوں نے نافرمانی اور تکبر کا مزا چکھا تو انکی برائیاں گل کھلانے لگیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور انہوں نے جنتی معاشرہ بنانے کے اصولوں (وَرَقِ الۡجَنَّةِ) کو اپنے اوپر لاگو کرنا شروع کیا۔لیکن بنی نوع آدم تو نظام ربوبیت کی نافرمانی کر چکا تھا۔

مباحث:۔شیطان جیسے کہ پہلے بھی عرض کیا کہ یہ ہمارے معاشرے کے وہ سرکش افراد ہیں جو عوام کا استحصال کرتے ہیں۔اگر ان سے ملاقات کرنی ہو تو معاشرے کے وڈیروں،سرمایہ داروں اور مذہبی پیشواؤں سے ملاقات کر لیجئے۔

122

ثُمَّ اجۡتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيۡهِ وَهَدَىٰ

	پھر نظام ربوبیت نے اس کو چنا اور اس کی طرف مہربان ہوا اور ہدایت دی۔	
123	قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ	
	کہا کہ تم سب اس خوشحال ریاست سے پستی میں اترو ایک دوسرے کے دشمن بن کر۔۔۔۔۔، لیکن جب بھی میری طرف سے تمہارے پاس کوئی ہدایت آئے تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی تو نہ تو وہ راہ ہدایت سے گم ہوگا اور نہ ہی مشقت میں پڑے گا۔	
124	وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ	
	اور جس نے میری یاددہانی سے اعراض کیا تو یقیناً اس کی معیشت محنت کے باوجود بے نتیجہ رہتی ہے اور ہم بازپرس والے دن اسے عقل کا اندھا جمع پاتے ہیں۔	
125	قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا	
	اس نے کہا کہ مجھے کیونکر عقل کا اندھا جمع کیا میں تو حقیقت میں بابصیرت تھا۔	
126	قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ	
	کہا اسی لئے تیرے پاس احکامات آئے تھے لیکن تو نے فراموش کیا اور اسی وجہ سے تو آج فراموش کیا گیا۔	
127	وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِن بِآيَاتِ رَبِّهِ ۚ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ	

	اوراسی طرح ہم اس کو بدلہ دیتے ہیں جواحکامات کی حدود کو پار کرتا ہے اور نظام ربوبیت کی احکامات کے ذریعے امن قائم نہیں کرتا۔اور بازپرس والے وقت کی سزا تو انتہائی سخت اور باقی رہنے والی ہوتی ہے۔	
128	أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ	
	سو کیا انہیں اس بات سے بھی سمجھ نہیں آئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی نسلوں کو اجڑتے پایا ہے۔ جن کی بستیوں میں یہ لوگ چلتے پھرتے ہیں۔بیشک اس میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔	
129	وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى	
	اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک پیمانہ پہلے سے طے شدہ نہ ہوتا اور ایک نتیجہ معین نہ ہوتا تو سزا تو لازم ہو ہی گئی تھی۔	
130	فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ۖ وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ	
	اس لئے جو کچھ وہ کہتے ہیں اس کے باوجود استقامت سے ڈٹے رہو۔اور اپنے نظام ربوبیت کی حاکمیت کے لئے جد و جہد کرتے رہو قبل اس کے کہ سرکش حکومت قائم ہو یا زوال پذیر ہو ۔۔۔۔۔اور معاشرے میں اندھیرے چھا جانے پر بھی اس کی خوشحالی کے لئے لگاتار جدجہد کرتے رہو تاکہ تم راضی رہو۔	
131	وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ	

اور اپنی نگاہیں ہر گز ان چیزوں کی طرف نہ اٹھانا جو ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو دنیاوی زندگی کی آرائش کے طور پر دے رکھی ہیں تاکہ انہیں اس میں آزمائیں تیرے نظام ربوبیت کا دیا ہوا ہی بہتر اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

مباحث:۔

ہم بار بار یہ یاددہانی کراتے رہے ہیں کہ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مرکب توصیفی ہے۔اس کے معنی ایسی زندگی جو ادنی ہوتی ہے۔اس کا معنی "دنیا کی زندگی"، نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ترجمہ مرکب اضافی حَيَاةُ الدُّنْيَا کا ہوگا جو یہاں نہیں ہے۔یہ ایسی زندگی کی بات ہو رہی ہے جو ظلم زیادتی والی اور اصولوں سے خالی ہو۔

132 وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ

اور اپنی اہلیت والوں کو نظام کو قائم کرنے کا حکم دو اور اس پر جمے رہو ہم تم سے کوئی ضروریات زندگی کا سوال نہیں کرتے ہیں بلکہ ہم ہی تم کو ضروریات زندگی عطا کرتے ہیں اور انجام تو بحر حال تقویٰ کے مطابق ہوتا ہے۔

133 وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ

اور انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے پاس اپنے نظام ربوبیت کا حکم کیوں نہیں لاتا ہے۔۔۔کیا ان کے پاس وہ احکامات نہیں آئے تھے جو پہلے صحیفوں میں موجود ہیں۔

134 وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ

اور اگر ہم نے اس سے پہلے ہی انہیں سزا دے کر ہلاک کر دیا ہوتا تو یہ کہتے اۓ نظام ربوبیت تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے ہی تیرے احکامات کی پیروی کرتے۔

135	قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ	
	اعلان کردو کہ سب انتظار کرنے والے ہیں تو تم بھی انتظار کرو عنقریب معلوم ہوجائے گا کہ کون لوگ سیدھے راستہ پر چلنے والے اور ہدایت یافتہ ہیں	